۷۸۶

دوسرا مرثیہ

در حال حضرت عباس علیہ السلام

بند ۱۰۷

مطلع

پھر گلشنِ سخن کی ہوا عطر بار ہے — ایک ایک برگ شیشۂ رنگِ بہار ہے
ہر نخلِ اعتدال میں قدِ نگار ہے — جو شاخ سبز ہے وہ زمرد نگار ہے
تھالے نہیں ہیں لالہ و گل سے بھرے ہوئے
پیمانے لعل کے ہیں چمن میں دھرے ہوئے

پھر جوشِ لُجّۂ ہمہ دانی میں آج ہے — پھر جزر و مدِ محیطِ معانی میں آج ہے
پھر طبعِ نہرِ خلد روانی میں آج ہے — پھر گد زباں کو. بیانی میں آج ہے
پلہ گراں ہے فیضِ سخن سے زبان کا
پھر آسماں پہ آج ہے سر اس نشان کا

طالع پھر آسماں پہ ہوا آفتابِ نظم — میخانۂ سخن میں کھنچی پھر شرابِ نظم
مغرب ہے جھومتا ہوا آیا سحابِ نظم — پھر بے کلید کھلنے لگے آج بابِ نظم
جدول کا خط نگاہِ فسوں کار بن گیا
کاغذ نگارِ آئینہ رخسار بن گیا

www.emarsiya.com

کیونکر نہ ہو یہ نظم بلندی میں آسماں　　اس نظم میں ہے صاحبِ معراج کا بیاں
ہر نقش قرصِ ماہ ہے جدول ہے کہکشاں　　ہر نقطے سے فروغ کواکب کا ہے عیاں
چشمے رواں بہشت کے بین السطور ہیں
نقطے ہیں خالِ دائرے رخسارِ حور ہیں

سطر و کلک طول ہے کہ ریاضِ جناں کی راہ　　کاغذ پہ روشنی سے ٹھہرتی نہیں نگاہ
ابروئے حور کا کششوں پر ہے اشتباہ　　جو رکن بیت کا ہے وہ تاباں ہے مثلِ ماہ
جاتی ہے آسماں پہ تجلی حروف کی
محفل پری رخوں کی ہے کرسی حروف کی

گلزارِ حسن کے ہیں گلِ نو دمیدہ حرف　　شمشادِ باغِ نظم ہیں قامت کشیدہ حرف
ریحان و ورد و شاخِ سخن کے ہیں چیدہ حرف　　لیلیٰ کی آنکھ عشوے میں ہیں شوخ دیدہ حرف
بیتوں کے لفظ فرعِ لطافت کی اصل ہیں
پیوند دلفریب، خوش اسلوب وصل ہیں

دریا پہ طعنہ زن ہے روانی میں طبعِ پاک　　زیرِ نگیں فکر فلک کے ہے تا سماک
حرفوں میں ہے بیاض کے جیبِ سحر کا چاک　　زیرِ حروف نقطے ہیں یا خوشہ ہائے تاک
الفاظ تازگی میں گلوں سے دوچند ہیں
پھولے ہوئے چمن کہ مسدس کے بند ہیں

مصروفِ لب جو آلِ نبیؐ کی ثنا میں ہیں　　الفاظ غیرتِ دُرِ مکنوں صفا میں ہیں
آئینہ آفتاب کے مضموں جلا میں ہیں　　بیتوں کے حرف پھول کفِ دلربا میں ہیں
مذکور اس سخن کے ہیں دار السلام میں
شیشے میں رنگ ہے کہ ملاحت کلام میں

www.emarsiya.com

پھر لے زبانِ زلفِ معانی کو تاب دے
الفاظِ نظم کو دُرِ یکتا کی آب دے
فردوسیِ عجم کا سخن میں جواب دے
پھر آج پیرِ فکر کو زورِ شباب دے
پھر جامِ فکر خوبیوں سے بے درنگ بھر
پھر لالہ زارِ خلد کا بیتوں میں رنگ بھر

اے طبع لیکن عجز کا پایہ بلند ہے
سیرت فروتنی کی خدا کو پسند ہے
کُھلتا ہے اس کلید سے وہ در جو بند ہے
صفحے پہ دل کے لکھنے کے قابل یہ پند ہے
اُفتادگی سے قطرۂ باراں گہر بنا
جُھکنے سے آسماں پہ مہِ نو قمر بنا

تمہید میں زیادہ نہ دے طول اے قلم
یہ مجلسِ عزا ہے مناسب ہے ذکرِ غم
عباسؑ نامدار کے اوصاف کر رقم
شبیرؑ کا ہے قوتِ بازو وہ ذی حشم
فرزند یہ جری بھی خدا کے ولی کا ہے
اُم البنین کے بطن سے بیٹا علیؑ کا ہے

باعول سخی دلیر وفادار خوش صفات
فرزندِ فاطمہؑ کی طرح فخرِ کائنات
وہ پر جگر کہ چھوٹے سے لشکر کی رکھ لی بات
لاکھوں سے لڑ کے چھین لیا چشمۂ فرات
جوہر علیؑ کی تیغِ دو سر کے دکھا دیئے
دریا کنارِ نہر، لہو کے بہا دیے

پوتے ہیں اُس دلیر کے جو تھا نبیؐ کا عَلم
پروردہ جس کی گود کے تھے سیدالامم
ان میں کمال جد و پدر کے ہیں سب بہم
رتبے میں بجز حسینؑ کسی سے نہیں یہ کم
مشہور نسلِ حضرت ہاشم کے ماہ ہیں
سب کے بزرگ بعدِ شہِ دیں پناہ ہیں

www.emarsiya.com

شیرِ خدا تھے ناصرِ محبوبِ کردگار — حامی ہیں یہ حسینؑ کے ہنگامِ گیر و دار
ہاں اک امام تو نہیں یہ آسماں وقار — ورنہ علیؑ سے کم نہیں صولت میں زینہار
تعمیرِ دینِ پاک کا حامی جہاں میں ہے
یہ شیرِ شرزہ حیدرِ ثانی جہاں میں ہے

حیدر نے معرکے کیے بدر و احد کے سر — گو کربلا میں تشنہ دہن تھا یہ نامور
ایسا لڑا کہ ہل گئے عالم کے دشت و در — بھاگے پڑاؤ چھوڑ کے لشکر کے اہلِ شر
کاغذ کی طرح وادیِ ہیجا اُلٹ گیا
میدانِ جنگ فوج کی لاشوں سے پٹ گیا

مر کر بھی شاہِ دیں کے رہے یہ شریکِ حال — ان کی بھی لاش ہو گئی جنگل میں پائمال
نیزے پہ سر بلند ہوا بعدِ انتقال — جو گزرے شہ پہ ان پہ بھی گزرے وہی ملال
اب تک ہیں باغِ خلد میں جاہ و حشم کے ساتھ
رہتے ہیں ایک قصر میں شاہِ امم کے ساتھ

پھر لے سنانِ درد، جگر کو فگار کر — اے سوزِ قلب آنکھ کو پھر اشکبار کر
سینے کو غم کے داغوں سے پھر لالہ زار کر — پھر دل کو لے ہجومِ الم بیقرار کر
صدمے سے رنگ فق ہے شہِ مشرقین کا
جاتا ہے مرنے قوتِ بازو حسینؑ کا

جب ناصرانِ شاہِ امم کام آ چکے — مسلم کے لال جانبِ فردوس جا چکے
زینبؑ کے نورِ عین لہو میں نہا چکے — اعدا چراغِ قبرِ حسنؑ کا بجھا چکے
بستی اجڑ گئی حسنؑ خوش صفات کی
بیٹھی بنے کی موت یہ بنی ایک رات کی

www.emarsiya.com

ناموس میں ہاں تو قیامت ہے آشکار	یاں کانپتے ہیں غیظ سے عباسؑ نامدار
قاسمؑ کی لاش لائے ہیں جب سے بحالِ زار	جوشِ غضب سے سرخیِ عارض سے آشکار
رہ رہ کے یاد کرتے ہیں اس لالہ فام کو
گہہ دیکھتے ہیں تیغ کو گہہ فوجِ شام کو

حضرت سے عرض کرتے ہیں اے مصدرِ عطا	گھر دخترِ رسولؐ کا غربت میں لٹ چکا
مارا گیا جہاد میں فرزندِ مجتبیٰؑ	اب مجھ کو اذن دینے میں آقا ہے دیر کیا
آنکھوں کے آگے پانچ دل آرام مر گئے
جو گود میں پلے تھے وہ گلفام مر گئے

اس گفتگو سے ہو گیا حضرتؑ کا دل فگار	بھائی کے منہ کو دیکھ کے بولے بحالِ زار
کیا چاہتے ہو صاف کہو تم پہ میں نثار	غازی نے دست بستہ کہا اذنِ کارزار
بہرِ رسولؐ اذنِ وغا دیجیے مجھے
اکبرؑ سے قبل رن کی رضا دیجیے مجھے

عباسؑ کے جواب میں بولے شہِ زماں	تم بھی انھیں کی طرح ہو میرے بدن کی جاں
وہ نورِ عین تم اسد اللہ کے نشاں	زندہ تمھارے دم سے ہے بھائی یہ ناتواں
تم دونوں خیر بخت جگر بھی ہو نیک بھی
مر جاؤں گا جو بچھڑے گا دونوں میں ایک بھی

یہ سن کے کچھ بھی منہ سے نہ جانباز نے کہا	شہ کے قدم پہ گر پڑے عباسؑ باوفا
سر بھائی کا اٹھا کے یہ بولے شہِ ہدا	اچھا اسی میں خوش ہو تو مرنے کی لو رضا
تم ہو پدر کا نام بڑھانے کے واسطے
غربت میں ہم ہیں لاشے اٹھانے کے واسطے

www.emarsiya.com

باتیں یہ تھیں کہ خیمے سے رونے کا غل اٹھا ڈیوڑھی سے آئی گوش دلاور میں یہ صدا
اصغر کا حال غیر ہے جھولے میں اے چچا صدمے سے تشنگی کے لبوں پر ہے دم رکا
محروم ہم صغیر ہیں دادی کے گھر سے
کب لائیے گا مشک مری بھر کے نہر سے

یہ سن کے قلب ہو گیا سینے میں بے قرار رخصت ہوئے حسینؑ سے عباسؑ نامدار
فضہ پکاری خیمے میں جا کر بحال زار ہے ہے حسینؑ ہو گئے بے یار و غمگسار
ام البنیں کا خانہ آباد لٹ گیا
چھوٹا پسر علیؑ کا شہ دیں سے چھٹ گیا

فضہ کے اس بیاں سے ہوئی چشم اشکبار آئے محل میں حضرت عباسؑ نامدار
زوجہ کا حال دیکھ کے بولا وہ ذی وقار کیوں اس قدر ہو درد جدائی سے بے قرار
چہرے کا رنگ زرد ہے سر پر ردا نہیں
صاحب یہ حال غم میں ہمارے روا نہیں

جو کچھ سنا ہے تم نے خوشی کا ہے وہ مقام آقا پہ سر نثار نہ کیونکر کرے غلام
تم دل میں شاد ہو کہ بنایا خدا نے کام وارث تمہارا آج ہوا فدیۂ امام
پہلا شرف یہ تھا کہ علیؑ کی بہو ہوئیں
اب فاطمہؑ سے پیش خدا سرخرو ہوئیں

شوہر کے اس بیاں سے جگر پر چھری چلی بالائے خاک بیٹھ گئی کہہ کے یا علیؑ
ساعت فراق کی نہ کسی طرح سے ٹلی کھاتی رہی زمیں پہ پچھاڑیں وہ دلجلی
دکھلائیے تا جہاد میں حیدرؑ کی شان کو
نکلا جری محل سے جھکا کر نشان کو

www.emarsiya.com

باتیں یہ تھیں کہ خیمے سے رونے کا غل اٹھا ڈیوڑھی سے آئی گوش دلاور میں یہ صدا
اصغرؑ کا حال غیر ہے جھولے میں اے چچا صدمے سے تشنگی کے لبوں پر ہے دم چلا
محروم ہم صغیر ہیں دادی کے مہر سے
کب لائیے گا مشک مری بھر کے نہر سے

یہ سن کے قلب ہو گیا سینے میں بے قرار رخصت ہوئے حسینؑ سے عباسؑ نامدار
فضہؑ پکاری خیمے میں جا کر بحالِ زار ہے ہے حسینؑ ہو گئے بے یار و غمگسار
امّ البنین کا خانۂ آباد لٹ گیا
چھوٹا پسر علیؑ کا شہ دیں سے چھٹ گیا

فضہؑ کے اس بیاں سے ہوئی چشم اشکبار آئے محل میں حضرت عباسؑ نامدار
زوجہ کا حال دیکھ کے بولا وہ ذی وقار کیوں اس قدر ہو درد جدائی سے بے قرار
چہرے کا رنگ زرد ہے سر پر ردا نہیں
صاحب یہ حال غم میں ہمارے روا نہیں

جو کچھ سنا ہے تم نے خوشی کا ہے وہ مقام آقا پہ سر نثار نہ کیونکر کرے غلام
تم دل میں شاد ہو کہ بنایا خدا نے کام وارث تمہارا آج ہوا فدیۂ امام
پہلا شرف یہ تھا کہ علیؑ کی بہو ہوئیں
اب فاطمہؑ سے پیشِ خدا سرخرو ہوئیں

شوہر کے اس بیاں سے جگر پر چھری چلی بالائے خاک بیٹھ گئی کہہ کے یا علیؑ
ساعت فراق کی نہ کسی طرح سے ٹلی کھاتی رہی زمیں پہ پچھاڑیں وہ دل جلی
دکھلائیے تا جہاد میں حیدرؑ کی شان کو
نکلا جری محل سے جھکا کر نشان کو

www.emarsiya.com

خادم لیے کھڑا تھا سمند سبک سیر تیز گام — باریک ساق سینہ کشادہ صبا خرام
تسلیم کر کے شاہ کو با جاہ و احتشام — ضیغم چڑھا سمند پہ لے کر علی کا نام
سرعت میں مثلِ برق وحیدِ زمانہ تھا
لیتے ہی باگ اسپ سبک رو روانہ تھا

نصرت تھی ہاتھ باندھے ہوئے بادپا کے ساتھ — تائیدِ رب تھی ابن شہ لافتا کے ساتھ
سایہ طیور سر پہ کیے تھے ہما کے ساتھ — اُڑتا تھا سبز رنگ پھریرا ہوا کے ساتھ
جلوہ عروجِ حسن دکھاتا تھا ہر طرف
صحرا زمردیں نظر آتا تھا ہر طرف

پاکھرِ سحاب برق تھے اُس بادپا کے پاؤں — اللہ نے فرس کو دیے تھے ہوا کے پاؤں
آنکھ کے ہاتھ پلے تھے اُس نے بلا کے پاؤں — کرتا تھا جست جب تو سمجھے گردوں چلا کے پاؤں
رکتا تھا پھر ہوا پہ نہ دوشِ سحاب پر
رکھتا تھا گام دائرۂ آفتاب پر

پریوں کی چال ڈھال دکھاتا ہوا چلا — رفتار کا کمال دکھاتا ہوا چلا
معشوق کا جمال دکھاتا ہوا چلا — پہلو میں دو ہلال دکھاتا ہوا چلا
داماں زیں پہ صدقے کیے پر عقاب کے
ابروئے حور عیں تھے کہ حلقے رکاب کے

پہونچا قریب فوج جو بازوئے شاہِ دیں — جرار کے نہیب سے تھرا گئے لعیں
ہٹنے لگے صفوں سے سوئے پشت اہل کیں — زیرِ قدم لرزنے لگی خوف سے زمیں
ہل چل پڑی غضب کی پرے ٹوٹنے لگے
ہاتھوں سے حاملوں کے علم چھوٹنے لگے

www.emarsiya.com

پھیلی جو بوئے پاک کی جرّار کے ضیا نکہت سے برج بھر بادادیٔ وغا
تھا عارضِ دلیر گلِ باغِ مرتضیٰؑ پھولوں کی بو سے بس گئی میدان کی ہوا
سرسبز ہو کے دشت کے اشجار تن گئے
صحرا کے خارِ خشک رگیں گُل کی بن گئے

وہ دوش آفتاب سا، وہ نور کا علم نصرت نشان دلیلِ ظفر آیۂ کرم
خورشید کی ضیا سے نہ پنجے کی ضو تھی کم رایت کا وہ شکوہ وہ عباسؑ کا حشم
رفعت نظر سے گر گئی تھی آسمان کی
گردوں پہ طعنہ زن تھی بلندی نشان کی

تھا عکس سے پھریرے کے دشتِ قتال سبز تلوار سبز ہاتھ میں کاندھے پہ ڈھال سبز
ایک اک ورق درختوں کا ایک ایک ڈال سبز دوشِ ہوا پہ گرد کی صحرا میں شال سبز
جائے نظر نہ آتے تھے میدان گشت میں
چشمے رواں تھے آبِ زمرد کے دشت میں

یہ رایت بلند علیؑ کا نشان ہے رفعت میں پست اس سے کہیں آسمان ہے
پنجے پہ آفتاب کا سب کو گمان ہے حاملِ علم کا حیدرِ صفدر کی جان ہے
پھیلا ہے نور اس کا زمیں سے سپہر تک
جاتی ہے ضو چمکنے میں ایوانِ مہر تک

حامل اسی علم کے رہے شیرِ کردگار جعفرؑ اسی علم سے ہوئے صاحبِ وقار
حامل اب آج اس کا ہے وہ فخرِ روزگار بھائی ہے جس کا فاطمہؑ زہرا کا گلعذار
پہونچا ہے ارث میں اسدِ حق کے شیر کو
عہدہ دیا ہے باپ کا شہ نے دلیر کو

www.emarsiya.com

اے کلک بس ثنائے علم کر چکا رقم اب لکھ ثنائے حضرت عباسِ ذی حشم
کاندھے پہ تیغ بر میں زرہ ہاتھ میں علم صولت وہ شیر کرتے ہیں آہو کی طرح رم
ہمتا نہیں جری کا خدا کے ولی کے بعد
ہاشم کے گھر میں شیر یہی ہے علیؑ کے بعد

غازی کے ہیبت سے لرزنے لگے جگر تھرا گئے نہیب دلاور سے اہلِ شر
کچھ دیر تھم کے شیر نے دریا پہ کی نظر کثرت یہ تھی نگاہ کا دشوار تھا گذر
کوچے تھے بند فوج پہ دریا کی راہ کے
چھائے ہوئے تھے گھاٹ پہ بادل سپاہ کے

ہاں ساقیا! شرابِ مصفّا کے جام لا خلد بریں کا بادہ مشکیں ختام لا
لبریز مے سے ساغر یاقوت فام لا میداں سے جا کے فتح و ظفر کا پیام لا
مٹ جائے نام خلق سے کفر و ضلال کا
سکہ بٹھا دے حیدرِ صفدر کے لال کا

پڑھتا ہے اب رجز اسد اللہ کا پسر بارش میں لب سے حمدِ الٰہی میں ہیں گہر
محبوبِ ذو الجلال کی ہے نعت سر بسر من بعد حمد مدح شہنشاہ بحر و بر
وصفِ نبیؐ ہے اہلِ فلک کی زبان پر
صلّوا علی النبی کا ہے غل آسمان پر

حمدِ خدا کے بعد سرِ لب تھا یہ کلام سُن رکھے سب سپاہ کہ اس کا ہوں میں غلام
نانا ہے جس کا خیرِ ورا سید الانام شمس الہدا، ولی خدا، تیسرا امام
رتبہ خدا کے سامنے جس کا بلند ہے
ہفتم سے آہ آبِ رواں جس پہ بند ہے

www.emarsiya.com

حمزہ تھے شیر بیشۂ جرأت نبی کے عم پہلے اونھیں عطا کیا احمدؐ نے یہ علم
مذکور کس زبان سے حمزہ کا ہو حشم ملکِ عرب سے دھاک تھی صفدر کی تا عجم
روشن تھا اون کا نام کہیں آفتاب سے
دبتے تھے لشکرانِ عرب اُس جناب سے

مارا گیا اُحد میں جو وہ حق کا رہنما جعفرؑ کو یہ نشان نبیؐ نے کیا عطا
شیرِ ژیاں تھے ان کی شجاعت کا ذکر کیا حملے تھے ان کے شیر کے حملے دمِ وغا
حاملِ نشانِ صاحبِ فیضِ جلی کے تھے
کیونکر جری نہ ہوتے کہ بھائی علیؑ کے تھے

مارا گیا جہاد میں جس دم وہ پاکباز اس عہدے سے علیؑ ہوئے عالم میں سرفراز
حامی رہا علیؑ کا خداوند کارساز جنگِ یہود کا نہیں مخفی کسی پہ راز
تنہا سپاہِ کفر سے با عز و شاں لڑے
خیبر میں لے کے شیرِ خدا یہ نشاں لڑے

ملتا رہا بزرگوں کو یہ رایتِ جلیل یہ شیر رب کے تھے دلیری میں بے عدیل
کفار کو قریش کے کیا کیا ذلیل فوجوں سے لڑ کے راہِ خدا میں ہوئے قتیل
عہدہ یہ صاحبِ عملِ نیک کو ملا
دستِ نبیؐ سے ایک کے بعد ایک کو ملا

ہفتم سے تشنہ لب ہے رسولِ خدا کی آل صدمے سے تشنگی کے تڑپتے ہیں خستہ حال
دیکھا گیا یہ مجھ سے نہ اُن گل رخوں کا حال آیا ہوں مشک لے کے سوئے عرصۂ قتال
پانی فرات سے پئے اطفال لاؤں گا
نہریں بہا کے خون کی دریا پہ جاؤں گا

www.emarsiya.com

یہ سُن کے بولے فوج کے دو چار خیرہ سر — کثرت سپاہ کی سرِ ساحل ہے اس قدر
ممکن نہیں ہوا کا بھی اُس راہ سے گذر — پھر جائیے عزیز سرِ دوش ہے اگر
طوفانِ آبِ تیغ ہیں ترے میں گھاٹ کے
اُڑتے ہیں طائرانِ ہوا راہ کاٹ کے

یہ سُن کے غیظ آگیا غازی کو ایک بار — آواز دی کہ گھاٹ سے دریا کے ہوشیار
استادہ تان تان کے برچھوں کو ہوں سوار — پیدل کھڑے ہوں بڑھ کے جمائے ہوئے قطار
قوت پدر کے ہاتھ کی ضیغم دکھائے گا
شیرِ خدا کا شیر ترائی میں جائے گا

مہمیز کی سمند کو غازی نے ایک بار — آمادہ بہرِ جنگ ہوئے واں بھی نابکار
قرنا کا غل گیا فلکِ ہفتمیں کے پار — شور دُہل سے ہل گئے صحرا و کوہسار
سرکش بڑھے سپاہ کے نیزوں کو تان کے
باجوں نے گوش کر دیئے کر آسمان کے

اے طبعِ پاک جلوۂ حُسنِ بیاں دکھا — حیدر کا احتشام بصد عز و شاں دکھا
غازی کی جنگ سے تہ و بالا جہاں دکھا — دریا لہو کا دشتِ وغا میں رواں دکھا
آیا زوال فرقۂ جور و فساد پر
غل ہو چڑھے ہیں شیرِ الٰہی جہاد پر

لو آستیں اُلٹ کے بڑھا غیظ میں دلیر — شیرِ خدا کی طرح دھنسا اہلِ شر میں شیر
نکلی یہاں حسام ہوئی اک ذرا نہ دیر — واں اپنی زندگی سے ہوئی فوج شام سیر
گوشوں میں سہم کر قدر انداز چھپ گئے
ڈھالوں کے ابرِ تیرہ میں جانباز چھپ گئے

www.emarsiya.com

لو مورچوں کو چھوڑ کے بھاگے سرانِ فوج غازی کی تیغ چلنے لگی درمیانِ فوج
سب انتظام بھول گئے افسرانِ فوج کانٹے کی طرح سوکھ گئے پہلوانِ فوج
بھائی فرار کر گئے بھائی کے پاس سے
شمر و عمر کے چھوٹ گئے جی ہراس سے

اللہ ری صولت پسرِ ضیغمِ نجف اڑتی تھی خاک وادیٔ ہیجا میں ہر طرف
سالم نہ اک پرا تھا نہ ثابت تھی ایک صف یکساں تھے تیرِ مرگ کے پیر و جواں ہدف
ویران تھی سپاہ کی بستی بسی ہوئی
سر اڑ گئے تھے اور تھیں کمریں کسی ہوئی

گل تھے چراغِ ہستیٔ کفار چار سو اجڑے پڑے تھے زیست کے بازار چار سو
بجلی سی کوندتی تھی جو تلوار چار سو آنکھیں جھپک رہے تھے سیہ کار چار سو
لاشوں سے سب بھرے ہوئے رن کے گھاؤ تھے
خرمن جلے ہوئے تھے کہ خالی پڑاؤ تھے

چمکی یہاں کبھی نظر آئی وہاں کبھی نیزے کی ڈانڈ کاٹی کبھی اور سناں کبھی
ترکش کیے دو نیم کبھی اور کماں کبھی پرچم کیے قلم کبھی کاٹے نشاں کبھی
کیا سرکشانِ شام کی قسمت کے پھیر تھے
انبار تھے سلاح کے لاشوں کے ڈھیر تھے

کوندی مثالِ برق جو تلوار دشت میں دل بے دلوں کے ہو گئے فی النار دشت میں
ڈوبے مرکبوں سمیت تھے اسوار دشت میں سرہنگ زندگی سے تھے بیزار دشت میں
سرکا نہ ہوش تھا نہ قدم کی خبر ادھیں
نخلِ غرور سے یہ بلا تھا ثمر ادھیں

www.emarsiya.com

تائید کردگار تھی تیغِ دو سر کے ساتھ چلتی ہے راہ دشت کی فتح و ظفر کے ساتھ
کاوش تھی وقتِ جنگ اُسے اہلِ شر کے ساتھ مانند سایہ ان میں تھی ہر بد گہر کے ساتھ
نازاں ہر ایک وار میں تھی اپنی شان پر
خود تھی زمیں پہ اور چمک آسمان پر

نیزوں کے تھے زمین پہ انبار ہر طرف ٹوٹے پڑے تھے خنجرِ خونخوار ہر طرف
سر دشمن لیے تھے گرزِ گرانبار ہر طرف قصرِ حیات ان میں تھے مسمار ہر طرف
راہوں میں ڈھیر تھے سر و گردن کٹے ہوئے
لپٹے ہوئے تھے شانوں سے جوشن کٹے ہوئے

قہرِ خدا تھی شیر کی شمشیر برق تاب تیزی میں بے عدیل روانی میں لاجواب
اژدر دہن و صیل و سرانداز و انتخاب پانی تھا تیغ کا دہنِ مار کا لعاب
خشکی میں ابر بن کے سروں پر برس گئی
اولٹی نہ سانس لی جسے ناگن یہ ڈس گئی

ہر ضرب میں کمال کے جوہر دکھا گئی ٹھنڈا کیا اسے اُسے دم میں جلا گئی
جس صف پہ آئی خون میں وہ صف نہا گئی دریا لہو کا دشتِ ستم میں بہا گئی
جان و جسد کے ربط کو کرتی تھی برطرف
جانے سے اُس کے آگ برستی تھی ہر طرف

ہنگامِ جنگ صاعقہ و برق ہے یہی مشہورِ خلق غرب سے تا شرق ہے یہی
پانی میں اپنے جوہروں سے غرق ہے یہی ہمتائے ذوالفقار بلا فرق ہے یہی
رکتی نہیں زرہ سے یہ تیزی کی موج میں
مرحب کو ڈھونڈھتی ہوئی پھرتی ہے فوج میں

www.emarsiya.com

دم لے لیا سپاہ کا میداں میں جب تھمی جب یہ گئی صفوں میں ہوئی تازہ برہمی
سُرخی لہو کی باڑھ پہ کیا کیا نہیں جمی لیکن ہوئی نہ اس کی روانی میں کچھ کمی
ندی کی طرح جوشِ شجاعت میں چڑھ گئی
دریائے خوں میں پیر کے باڑھ اس کی بڑھ گئی

آیا جدھر شمالِ اسد بازوئے امام بھاگے سروں پہ رکھ کے قدم سرکشانِ شام
کاوے میں روندتا تھا جو فوجوں کو خوش خرام تا ساق چاروں پاؤں تھے گھوڑے کے سرخ فام
نازاں تھا یہ ظفر پہ عدو پائمال تھے
رنگیں لہو سے نعل شفق میں ہلال تھے

پامال کر کے فوج کو تھا وہ اس کا دم وہی سرپٹ وہی تھی دشتِ وغا میں قدم وہی
پیاری کنوتیاں وہی گردن کا خم وہی پرواز طائروں کی غزالوں کا رم وہی
کندہ تھا نام اس کا ظفر کے نگین پر
پانی کی طرح دوڑ رہا تھا زمین پر

ہر وصف میں تھا شیر کا رہوار بے نظیر ضیغم شکار و برق تگ و آسماں سیر
سرعت وہ جس کو پہونچے نہ چلے سے چھٹکے تیر خجلت سے جس کی صاعقہ بادل میں گوشہ گیر
دل میں خطورِ سیر کے ہوتے روانہ تھا
راکب کا عزم اس کے لیے تازیانہ تھا

اڑ کر ہوا پہ جائے تو حیران ہوں طیور پہونچے جہاں نہ وہم وہاں سے کرے عبور
یوں آئے جا کے چرخِ بریں پر بصد سرور گویا زمیں سے کچھ بھی نہ تھا آسمان دور
برق و سحاب و سیل و عقاب و ہوا ہے وہ
سرعت یہ جس سمند میں ہو بادپا ہے وہ

دم لے لیا سپاہ کا میداں میں جب تھمی
جب یہ گئی صفوں میں ہوئی تازہ برہمی
سُرخی لہو کی باڑھ پہ کیا کیا نہیں جمی
لیکن ہوئی نہ اس کی روانی میں کچھ کمی
ندی کی طرح جوشِ شجاعت میں چڑھ گئی
دریا سے خوں میں پیر کے باڑھ اس کی بڑھ گئی

آیا جدھر شمالِ اسد بازوئے امام
بھاگے سروں پہ رکھ کے قدم کشتگانِ شام
کاوے میں روندتا تھا جو فوجوں کو خوش خرام
تا ساق چاروں پاؤں تھے گھوڑے کے سرخ فام
نازاں تھا یہ ظفر پہ عدو پائمال تھے
رنگیں لہو سے نعل شفق میں ہلال تھے

پامال کر کے فوج کو تھا اُس کا دم وہی
سرپٹ وہی تھی دشتِ وغا میں قدم وہی
پیاری کنوتیاں وہی گردن کا خم وہی
پرواز طائروں کی غزالوں کا رم وہی
کندہ تھا نام اس کا ظفر کے نگین پر
پانی کی طرح دوڑ رہا تھا زمین پر

ہر وصف میں تھا شیر کا رہوار بے نظیر
ضیغم شکار و برق تگ و آسماں سیر
سُرعت وہ جس کو پہونچے نہ چلے سے چھوٹ کے تیر
خجلت سے جس کی صاعقہ بادل میں گوشہ گیر
دل میں خطورِ سیر کے ہوتے روا نہ تھا
راکب کا عزم اُس کے لئے تازیانہ تھا

اُڑ کر ہوا پہ جائے تو حیران ہوں طیور
پہونچے جہاں نہ وہم وہاں سے کرے عبور
یوں آئے جا کے چرخِ بریں پر بصد سرور
گویا زمیں سے کچھ بھی نہ تھا آسمان دور
برق و سحاب و سیل و عقاب و ہوا ہے وہ
سُرعت یہ جس سمند میں ہو بادپا ہے وہ

www.emarsiya.com

مہمیز باغ میں اُسے راکب کرے اگر
پھولوں پہ دوڑے یوں کہ نہ ہو شاخ کو خبر
کچھ بھی نہ بار کا رگِ گل پر پڑے اثر
شبنم یہ سمجھے بادِ صبا کا ہوا گذر
خوشبوئے سُم سے پنکھڑیاں مشکبیز ہوں
کلیوں کے رنگ دوڑنے سے اور تیز ہوں

شہرت نہ کیوں ہو حُسن کی تا گنبدِ نہم
پریاں بلائیں لیتی ہیں پائے ہیں ایسے سُم
سُرعت وہ ہے کہ برق کے ہوتے ہیں ہوش گم
آہن کے خود سامنے اسکے گلی ہیں خم
جن کی ثنا محال ہے وہ آبدار نعل
دو نیزے ہیں کنوتیاں، تلواریں چار نعل

ستھراؤ تیغ کرتی ہے، پامال راہوار
دو آفتوں میں گھر گئی ہے فوجِ نابکار
پیدل ہیں بے حواس، سراسیمہ ہیں سوار
بڑھتے نہیں کسی کے قدم بہرِ کارزار
دل میں نہ یاد چوٹ کی ہے اب کھائی کی
چوٹیں پھکیت بھول گئے ہیں لڑائی کی

مانندِ تیغ دلیروں کے ہیں ہاتھ پاؤں سرد
نیچی ہیں آنکھیں شرم سے ہے سب کے رخ کا رنگ زرد
خیبر کی گیر و دار کے جنگ آزمودہ مرد
گھوڑے کی دوڑ سے ہوئے میداں میں گرد برد
سہمے ہوئے خدنگ تھے گھوڑے کی گشت میں
ترکش اُگل رہے تھے لہو منہ سے دشت میں

خاموش تھے جلاجل و شہپور و سنج و دف
مُہرِ سکوت طبل کے لب پر تھی ہر طرف
بھڑکی تھی آگ ملتے تھے جرار دونوں کف
قرنا پکارتی تھی بھکی میں میانِ صف
بے آگ تاشے مورچوں میں تاؤ کھاتے تھے
گھوڑوں کے دوڑنے سے دُہل دہلے جاتے تھے

www.emarsiya.com

یاں ایک تشنہ لب تھا وہاں لاکھ اہلِ شر   پیتے تھے آب سرد و خنک سب کے تھے جگر
اس پر مثالِ بید لرزتے تھے اہلِ شر   لشکر میں چار سمت تھی بھاگڑ اِدھر اُدھر
قابو میں ہاتھ پاؤں نہ دل اختیار میں
مُنتے تھے پھینک پھینک کے شکیں فرار میں

ہاں ساقیا! شرابِ کے چھلکا کے جام دے   ہر جرعہ جس کا فتح و ظفر کا پیام دے
جامِ زمردیں میں مئے لالہ فام دے   جو جس کی دل کو مژدۂ نصرت مدام دے
چادر لہو کی بچھنے گی دریا کے گھاٹ پر
تلوار اب چلے گی دلاور سے گھاٹ پر

لو شیرِ حق کا شیرِ در آیا ترائی میں   منھ کو سپاہ کا جگر آیا ترائی میں
چاؤش لے کے یہ خبر آیا ترائی میں   ہشیار ہو کہ شیرِ نر آیا ترائی میں
تیور ہیں غیظ میں اسد ذوالجلال کے
ضیغم رکے گا نہر میں گھوڑے کو ڈال کے

لو آگیا حسینؑ کا غمخوار گھاٹ پر   چمکی جری کی تیغ شرربار گھاٹ پر
بھاگی سپاہ چھوڑ کے ہتھیار گھاٹ پر   غل پڑ گیا کہ چل گئی تلوار گھاٹ پر
برسے جو سر یہ شور ہوا کائنات میں
چشمہ لہو کا ہو گیا پانی فرات میں

بڑھ آئے تھے جو گھاٹ سے ہٹتے جاتے ہیں   گھوڑوں سمیت اہلِ جفا کٹتے جاتے ہیں
لاشوں سے تا بہ نہر گڑھے پٹتے جاتے ہیں   گنتی میں سرکشوں کے عدد گھٹتے جاتے ہیں
خالی ہوئی ہے راہ جو اہلِ غرور سے
ساحل تک اب نگاہ پہنچتی ہے دور سے

www.emarsiya.com

یاں ایک تشنہ لب تھا وہاں لاکھ اہلِ شر — پیتے تھے آبِ سرد، خنک سب کے تھے جگر
اس پر مثالِ بید لرزتے تھے اہلِ شر — لشکر میں چار سمت تھی بھاگڑ ادھر ادھر
قابو میں ہاتھ پاؤں نہ دل اختیار میں
رُکتے تھے پھینک پھینک کے مشکیں فرار میں

ہاں ساقیا! شراب کے چھلکا کے جام دے — ہر جرعہ جس کا فتح و ظفر کا پیام دے
جامِ زمرّدیں میں مئے لالہ فام دے — جو جس کی دل کو مژدۂ نصرت مدام دے
چادر لہو کی بچھنے گی دریا کے گھاٹ پر
تلوار اب چلے گی دلاور کے گھاٹ پر

لو شیرِ حق کا شیر در آیا ترائی میں — منھ کو سپاہ کا جگر آیا ترائی میں
چاؤش لے کے یہ خبر آیا ترائی میں — ہشیار ہو کہ شیرِ نر آیا ترائی میں
تیور ہیں غیظ میں اسدِ ذوالجلال کے
ضیغم رکے گا نہر میں گھوڑے کو ڈال کے

لو آگیا حسینؑ کا غمخوار گھاٹ پر — چمکی جری کی تیغِ شرربار گھاٹ پر
بھاگی سپاہ چھوڑ کے ہتھیار گھاٹ پر — غل پڑ گیا کہ چل گئی تلوار گھاٹ پر
برسے جو سر یہ شور ہوا کائنات میں
چشمہ لہو کا ہو گیا پانی فرات میں

بڑھ آئے تھے جو گھاٹ سے وہ ہٹتے جاتے ہیں — گھوڑوں سمیت اہلِ جفا کٹتے جاتے ہیں
لاشوں سے تا بہ نہر گڑھے پٹتے جاتے ہیں — گنتی میں سرکشوں کے عدد گھٹتے جاتے ہیں
خالی ہوئی ہے راہ جو اہلِ غرور سے
ساحل تک اب نگاہ پہنچتی ہے دور سے

www.emarsiya.com

دریا میں ڈوب ڈوب کے جب مر گئے لعیں — پہرے بھی گھاٹ کے تھے نہ پھر چوکیاں کہیں
دیتا تھا فوج کو یہ صدا شیرِ خشمگیں — دعوے بڑے تھے جن کو کہاں ہیں وہ اہلِ کیں
گرتی ہے برق فوج پہ اپنی نگاہ سے
یوں گھاٹ چھین لیتے ہیں ضیغم سپاہ سے

جب کر چکا سپاہِ مخالف سے یہ خطاب — گھوڑا علیؑ کے شیر نے ڈالا میانِ آب
موجوں نے پاس آ کے لیا بوسۂ رکاب — کی عرض تشنہ لب ہے کہ لے جانِ قرب
پھنکتا ہے قلب تلخ مزا ہے حیات کا
چلو میں لے کے پیجیے پانی فرات کا

نیوڑا کے سر جواب میں بولا وہ باوفا — پیاسا ہے تین دن سے جگر بندِ مصطفیٰ
کرتے ہیں اہلبیتِ نبیؐ نالہ و بکا — بچوں کی پیاس دیکھ کے اک حشر ہے بپا
آیا ہوں مشک بھرنے صغیروں کی نہر سے
پانی فرات کا مجھے بدتر ہے زہر سے

جب مشک بھر چکا اسد اللہ کا پسر — پانی میں انگلیاں بھی نہ کیں باوفا نے تر
پھیری فرس کی باگ چلا واں سے شیرِ نر — ساحل پہ جمع ہو گئی تھی پھر سپاہِ شر
دیکھا ہجوم پھر جو دلیرانِ شام کا
سنبھلا فرس یہ قوتِ بازوِ امام کا

آیا نکل کے نہر سے جرار گھاٹ پر — چلنے لگی سپاہ سے تلوار گھاٹ پر
پھر گرم موت کا ہوا بازار گھاٹ پر — ہر ضرب میں عدو ہوئے فی النار گھاٹ پر
سہمے ہوئے شغال تھے آمد سے شیر کی
شیرِ خدا کی جنگ وغا تھی دلیر کی

www.emarsiya.com

تنہا ادھر یہ شیر ادھر کل سپاہِ شام
وہ آبِ سرد پیتے ہیں یاں ہیں یہ تشنہ کام
فوجیں سمٹ کے آ گئی ہیں نہر پر تمام
محکم کمر کسے ہیں لڑائی پہ خاص و عام
چلاتے ہیں نقیب کہ روکو دلیر کو
غل ہے اٹھا لو نیزے پہ حیدر کے شیر کو

ٹوٹا ہوا دلیر پہ ہے لشکرِ گراں
ہر غول میں چمکتی ہیں تیغوں کی بجلیاں
دریا کا گھاٹ نیزوں سے گویا ہے نیستاں
تیروں کا مینھ برستا ہے ایسا کہ الاماں
برچھوں سے راہ روکے ہوئے خود پسند ہیں
مسدود راہیں، رستے نکلنے کے بند ہیں

گھیرے ہوئے جری کو ہیں لاکھوں ستم شعار
چلتے ہیں داہنے بائیں سے تیغ و سناں کے وار
سر پر گرا عمود عقب سے جو ایک بار
اس ضرب سے نہ قلب میں باقی رہا قرار
دنیا سے کوچ کرنے کے ساماں بہم ہوئے
قربوس پر جھکے تھے کہ شانے قلم ہوئے

تیروں سے چھن گئی جو سکینہ کی مشک آہ
حسرت سے سوئے خیمہ دلاور نے کی نگاہ
غازی کے غم میں حال کریں اہلِ حق تباہ
گرتے ہیں اب سمند سے عباسِ عرش جاہ
تیور بدل گئے پسرِ بوتراب کے
لو پاؤں سے نکل گئے حلقے رکاب کے

چاہا بہت کہ سنبھلے یداللہ کا دلربا
اک تیر تین بھال کا حلقوم پر لگا
مجروح سر پہ اور لگا گرز دوسرا
صدمے سے کانپنے لگے غازی کے دست و پا
تھرا کے جلتی ریت پہ وہ باوفا گرا
پشتِ سمند سے پسرِ مرتضیٰ گرا

www.emarsiya.com

گرنا تھا شیر کا کہ بجے باجے ایک بار
منھ کر کے سوئے خیمہ پکارے ستم شعار
مارا گیا ترائی میں حیدر کا یادگار
دوڑے صدا یہ سن کے شہنشاہ ذی وقار
دل مضطرب لگی ہوئی تھی جان بھائی میں
پہونچے اسد کی طرح جھپٹ کر ترائی میں

پہونچے قریب لاش تو دیکھا یہ ماجرا
شانوں سے دونوں ہاتھ دلاور کے ہیں جدا
زخموں سے چور چور ہے حیدر کا مہ لقا
ریتی پہ خون جسم کے تھالے ہیں جابجا
غازی کی جان پر ہے قلق سے بنی ہوئی
نزدیک لاش مشک پڑی ہے چھنی ہوئی

حضرت لپٹ کے لاش سے بولے کہ آہ آہ
دم توڑتے ہو خاک پہ اے میرے رشک ماہ
کھولو تو آنکھ غم سے مرا حال ہے تباہ
غربت میں پھیرتے نہیں بھائی سے یوں نگاہ
تنہا سے بے دیار سے منھ موڑے جاتے ہو
بے آس بھائی جان ہمیں چھوڑے جاتے ہو

یا در رکاب ہم بھی ہیں اے شیر حق کی جاں
جانا وہیں ہمیں بھی ہے جاتے ہو تم جہاں
تانے کھڑے ہیں مجھ پہ ستمگار برچھیاں
جب تم نہیں تو جینے کی امید اب کہاں
نزدیک وقت عصر ہے گھر سے نکلتے ہیں
کچھ دیر ٹھہرو ہم بھی سوئے خلد چلتے ہیں

ہشیار ہو کے بھائی کو اپنی صدا سناؤ
اٹھ کر سوار اسپ ہو بہر جنگ جاؤ
بڑھ آئے ہیں سپاہ کے سرکش انھیں ہٹاؤ
لب بند ہیں سکوت کا کچھ تو سبب بتاؤ
خوش ہو کہ پاس شیر خدا ہیں بتولؑ ہیں
بیٹھے ہوئے سرہانے تمھارے رسولؑ ہیں

www.emarsiya.com

گوشِ جری میں پہونچی جو شبیرؑ کی صدا کی عرض آنکھ کھول کے میں آپ کے فدا
تشریف لائے آپ نہ ہے رحمتِ خدا عزت بڑھی غلام کی اے شاہِ دوسرا
دولت حیاتِ خضر کی دامن میں آگئی
آپ آئے کیا کہ جان مرے تن میں آگئی

مجبور سخت قبلۂ عالم سے ہے غلام خیمے میں تین روز سے بچے ہیں تشنہ کام
خادم سے وقتِ بد نہیں بن آیا کوئی کام فرمایا شہ نے کہتے ہو کیا اے مہ تمام
تم نے تو کام شیروں کا اے باوفا کیا
کٹوائے ہاتھ حق محبت ادا کیا

رونے لگے یہ سن کے علمدار نامور قدموں پہ شہ کے رکھ دیا غازی نے اپنا سر
منھ رکھ کے منھ پہ شیر کے سلطانِ بحر و بر کہتے تھے ہائے کرتے ہو دنیا سے تم سفر
ہنگام احتضار ہے ہونٹوں پہ جان ہے
اس وقت بھی ادب کا مرے تم کو دھیان ہے

ناگاہ آئیں موت کی غازی کو ہچکیاں ہر چند اختیار میں باقی نہ تھی زباں
جاری مگر تھا لب پہ کہ ہے ہے سکینہ جاں یہ کہہ کے پھر سخن کی نہ باقی رہی تواں
حضرت کے پاؤں چوم کے غازی گذر گیا
آیا پسینہ ماتھے پہ جبڑا اتر گیا

ہمراہ تھے حسینؑ کے ہمشکلِ مصطفیٰؐ چلائے سر کو پیٹ کے با نالہ و بکا
سر سے عمامہ پھینکا یہ کہہ کر غضب ہوا بے آس اہلبیت ہوئے مر گئے چچا
نکلیں سکینہ جان نہ گھر سے تلاش کو
لے چلیے سوئے خیمہ دلاور کی لاش کو

www.emarsiya.com

ناموس کو پہنچ گئی ہے یاں کی سب خبر آلِ نبیؐ صفوں پہ ہے بیٹھی برہنہ سر
پرسا چچی کو دیتے جلدی بچشم تر یہ سن کے سوئے خیمہ چلے شاہ بحر و بر
تلوار شیر کی تھے امام امم لیئے
ہمشکل مصطفےٰؐ تھے جری کا علم لیئے

کوتل سمند شیر کا ہمراہ تھا رواں تسمے عناں کے دونوں کٹے زین خوں چکاں
ماتم میں ہے سوار کے چہرے سے یہ عیاں گریاں فرس کو دیکھ تھے سرور زماں
نوحہ یہ لب پہ تھا کہ وہ غمخوار کیا ہوا
لے اسپ باوفا ترا اسوار کیا ہوا

عاشق مراد ملنے سے ہے ہے گذر گیا غربت میں میرے قلب کو مجروح کر گیا
سینے پہ کھا کے تیغ و سنان وہ تو مر گیا ہے ہے تمام ہو گیا وہ میں نہ مر گیا
میں کیا جیوں گا قوت بازو سے چھوٹ کے
سیدھی نہ ہوگی اب یہ کمر میری ٹوٹ کے

سیدانیوں کو جا کے یہ فضہؑ نے دی خبر آتے ہیں جا کے نہر پہ سلطان بحر و بر
اکبرؑ علم لیئے ہوئے آتے ہیں نوحہ گر کوتل فرس دلیر کا آتا ہے خوں میں تر
ٹوٹا ہے کوہ درد و الم کا امامؑ پر
حضرت پچھاڑیں کھاتے ہیں ایک ایک گام پر

سنتے ہی اس صدا کے لگے پیٹنے حرم کھولے سروں کو صحن میں آئے بہ درد و غم
لائے ادھر سے شاہ امم شیر کا علم دوڑی سکینہ دیکھ کے رایت بچشم نم
سمجھی کہ دشت کیں سے چچا گھر میں آتے ہیں
مشکیزہ بھر کے نہر کے پانی سے لاتے ہیں

www.emarsiya.com

الغصہ آئی پاس علم کے وہ مہ جبیں — پھیلا کے ننھے ہاتھ علم کی بلائیں لیں
منھ تکتے پھر پھریرے سے بولی وہ نازنیں — محبوب مُنھ سے آپ کے ہے بنتِ شاہِ دیں
بھیجا تھا سوئے نہر بہ عزمِ وغا تمھیں
کیوں دی تھی مشکِ آب کی میں نے چچا تمھیں

بنتِ علیؑ سے رو کے یہ بولے شہِ انام — بھینا کدھر ہے بیوۂ عباسؑ نیک نام
فرمایا ایک گوشہ میں روتی ہے تلخ کام — دل میں لگی ہے آگ بدن سرد ہے تمام
جب تک یہاں ہیں آپ لہو دل کا کھائے گی
رایت کے پاس فرطِ حیا سے نہ آئے گی

یہ سُن کے در پہ آئے شہنشاہِ باکرم — لائے علم کے پاس اُسے شاہ کے حرم
چلائی سر کو پیٹ کے وہ کشتۂ الم — مٹی سے میری مانگ بھریں اب درد و غم
تھا جس کا آسرا مجھے وہ شیر مر گیا
ہے ہے میں رانڈ ہو گئی وارث گذر گیا

بے ہوش ہو گئی جو یہ کہہ کر وہ دلفگار — آ کر علم بڑھا دیا زینبؑ نے ایک بار
کاتبؔ بس اب خموش کہ ہے حشر آشکار — جاتا ہے شور نالوں کا چرخِ بریں کے پار
سر پیٹتے ہیں ہاتھوں سے ماتم میں شیر کے
مومن پچھاڑیں کھاتے ہیں غم میں دلیر کے